اسی معجزہ کی نفی کو (جو قرآن مین ہے) اور اثبات کو (جو حدیث مین ہی) سمجھ لو ان دونون مین صرف ظاہری تخالف ہے حقیقی تخالف نہین ہی۔ قرآن مین جو نفی ہے وہ خاص اسی موقع پر ہے جس موقع پر وہ آیۃ قرآن نازل ہوئی ہے۔ اور جو حدیث یا اور آیات قرآن مین معجزات کا اثبات و ذکر ہے یہہ دوسرے مواقع پر ہے۔ اسی قسم کا ظاہری تخالف باہم احادیث مین پایا جاتا ہے۔ ابن خزیمہ محدث کا قول ہے چنانچہ ابن الصلاح نے نقل کیا ہے

(لا اعرف انہ روی عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم حدیثان صحیحان متضادین فمن کان عندہ فلیاتنی بہ لاؤلف بینہما (علوم الحدیث ابن الصلاح) ۱۲

کہ مین کوئی ایسی دو حدیثین صحیح نہین پاتا جن مین آپس مین حقیقی تناقض ہو جسکے پاس ایسی حدیثین ہون وہ میرے پاس لاوے مین اونکو باہم ملادون ۔ ۱۲

ان اعتراضات کے جوابات مین ہمارے علماء نے بہت تفصیل کی ہے اور بالمقابلہ انجیل کا بہت کتابون سے اور ایک انجیل کا دوسری انجیل سے متخالف و متضاد ہونا نہایت بسط سے بیان کیا ہی ہم اون پرانی مباحث کا نقل کرنا پسند نہین کرتے۔ اسا جو ہمارے خیال مین آیا اُسیکے بیان پر اکتفا کیا گیا ۔

نیچریون کے اعتراضات اور اونکے جوابات

(۱) اعتراض ۔ تمام علماء اور محدثین اسبات پر متفق ہین کہ روایت احادیث بلفظ نہین بلکہ بالمعنی ہے یعنی احادیث مرویہ کے لفظ بعینہ وہ لفظ نہین جو رسول خدا نے فرمائے تھے بلکہ راویون نے اونکا مطلب اپنے لفظون مین بیان کیا ہے۔ اور بخاری و مسلم کی حدیثین بھی ایسی ہین اور اسیطرح جیسے روایت ہوئی ہین پس ہم اسکے ہر ہر لفظ کو مثل وحی کیطرف منسوب نہین کرسکتے بلکہ صحابی اور تابعی کی طرف بھی بالجزم نسبت نہین

کر سکتے کیونکہ ممکن ہی کہ وہ سب الفاظ اخیر راوی کے ہون جیسے بخاری یا مسلم یا اور کسینے روایت کی بلکہ کیا عجب ہی کہ بعض مقام پر خود بخاری یا دوسری مصنف جامع حدیث کے لفظ ہون (اسکی تائید مین معترض نے دو حدیثین بہی بخاری کی نقل کی ہین جنکے الفاظ مختلف اور معنے ایک ہین - آخر اس بحث وکلام سے یہہ ہی نتیجہ نکالا ہے کہ جسقدر احکام احادیث کے لفظون سی نکالے جاتے ہین وہ سب اجتہادی احکام ہین جو خطاء وصواب دونون کا احتمال رکہتے ہین اور کہا ہے کہ ممکن ہے کہ وہ احکام رسول خدا کے مقصود نہون - **اس** اعتراض سے معترض نے اسلام کے اکثر حصہ پر ہاتہہ صاف کیا ہے کیونکہ اکثر احکام اسلام اسی حدیث کے الفاظ ومعانی سے ثابت ہوتے ہین - معترض نے الفاظ حدیث کو تعیون اوڑا دیا ہی کہ یہہ آنحضرت کے الفاظ نہین ہین - معانی کو یون ساقط الاعتبار ٹہرایا کہ یہہ سب علماء کے اجتہادات ہین توگویا اپنے زعم مین اسلام کا کام تمام کیا لہذا اس اعتراض کا جواب اسلام کے حق جاننے والون کو بہت توجہ سے سننا لازم ہے

جواب - معترض کا سبہی احادیث کو روایت بالمعنے کہنا - پھر اسپر تمام علماء و محدثین کے اتفاق کا دعوے کرنا محض غلط اور خلاف واقع ہے ؛

تمام محدثین اور علماء کا اتفاق تو دور رہا لاتہ ہے - معترض ہمکو کسی ایک یا دو عالم محدث کی شہادت سے ثابت کرے کہ جو احادیث کتب حدیث مین موجود ہین یہہ سب بالمعنے روایت کی گئی ہین - ورنہ اس خلاف بیانی سے باز آوے وہ نہ باز آوے تو اوسکے اتباع ہی اسکے اس قسم کے دعاوی سے اسکی صداقت وعلمیت کا اندازہ کرین اور اسکے اتباع سے بچین ؛

بیشک اکثر علماء محدثین وفقہا کے نزدیک حدیث کو بالمعنے روایت کرنا خاص ایسے شخص کے لئے جو معنی حدیث سے خوب واقف ہو اور اوس تغیر وتبدل کو

جس سے مراد فوت و فاسد ہو پہچانتا ہو) جائز ہے مگر جواز مستلزم وقوع نہین ہوتا یعنی
اونکے اس اعتقاد جواز روائیت بالمعنے سے یہہ ثابت نہین ہوتا کہ اُنہون نے اِس
جواز پر عمل بہی کیا ہے اور کسی حدیث کو بالمعنے روائیت کیا ہے چہ جائے کہ سبہی احادیث
کو بالمعنے روائیت کیا ہو بلکہ بلفظ جواز یہہ تبا رہا ہے کہ اسکا خلاف (حدیث کو بلفظ نقل کرنا)
انکے نزدیک بہی افضل ہے اور ایسا ہی ادن سے بہ تصریح منقول ہے پہر اس افضل کو چہوڑ کر
جائز پر انکا عام عمل فرض و تجویز کرنا کیا معنے رکہتا ہے ؟

اور اگر ہم **انکے عمل و روائیت** کو دیکہتے ہین تو صاف پاتے ہین کہ اکثر حدیث
کے روائیت کرنیوالے (صحابہ و تابعین و تبع تابعین و ائمہ محدثین) نے اس جواز پر عمل
نہین کیا۔ بعض نے کیا ہے تو نہائیت کم کیا ہے۔ اکثر احادیث کو بلفظ نقل کیا ہے صرف
معدودی چند روایات کو بالمعنے روایت کیا ہے۔

اسپر ہم سردست دو شہادتین پیش کرتے ہین جس مین کسی منصف صاحب عقل
کی انکار و اختلاف کی گنجایش نہین ہے۔

اوّل یہہ کہ ہم اکثر احادیث کو صدہا راویون سے بیسیون کتب حدیث مین متفق اللفظ
پاتے ہین جس سے ہم صاف یقین کرتے ہین کہ ان سب راویونے اس حدیث کو بلفظہ
نقل کیا ہے صرف معنی کو روائیت نہین کیا ؛

اِسکی تمثیلات کو ہم ذکر کرین تو گویا ایک کوزہ سے دریا کو ناپین۔ اسلئے ہم بجاے اسکے
ناظرین کو یہہ ہدایت کرتے ہین کہ ایک کتاب مشکوۃ ہی کہولکر ملاحظہ کرین کہ اسمین صحیحین
وغیرہ صحاح کی متفق اللفظ روایات کسقدر ہین اور مختلف کسقدر۔ اتنی وسعت و فرصت ہو

⁂ اسبابیین محمد بن سیرین کا قول۔ بضمن اثار مویدہ شہادت دوم سب سے اخیر اثر کے پہلے مذکور
ہوگا اور شیخ جلال الدین سیوطی نے تدریب الراوی مین کہا ہے جمیعا یتعلق بالجواز ولا شک ان
الاولی ایراد الحدیث بالفاظہ دون التصرف فیہ (ہکذا فی منہج الوصول)

تو صرف اِسکے خطبہ٭ ہی کو دیکھہ لین اسمین روایات مختلف الالفاظ کی قلت کو کس وضاحت سے بیان کیا ہے ۔

مین امید کرتا ہُون اور اسپر یقین رکھتا ہُون کہ جو حدیث کے کوچہ مین اتفاقی گذر بھی ہوا ہوگا اور اُسنے دو چار ورق مشکوۃ یا بلوغ المرام کی احادیث کو اصل کتب حدیث سے مطابق کرکے دیکھا ہوگا وہ میری اس شہادت (اول) مین سر موی شک نکریگا۔

شہادت دوم ۔ بعض احادیث مین ہم صاف دیکھتے ہین کہ راوی دو لفظ مترادف (ہم معنے) سے ایک کے ذکر پر اکتفا نہین کرتا اور دوسری لفظ کو (باوجودیکہ اِسکے معنے پہلے لفظ مین آجاتے ہین) ترک نہین کرتا اور شک و تردد کے ساتھہ یون کہتا ہے کہ آنحضرت یا صحابی یا اور نیچے کے راوی نے یون کہا ہے یا یون فرمایا۔ اور بعض راوی جو الفاظ حدیث مین تردد و شک ظاہر نہین کرتے وہ اِسکے آخر مین یہہ الفاظ کہدیتے ہین او کما قال و ھکذا او نحوہ ۔ یعنے جو ہمنے روایت کیا ہے بعینہ آنحضرت نے فرمایا ہے یا اسکی مثل یا ہم شکل کچھہ اور فرمایا ہے

ابو الدرداء (صحابی) سے مروی ہے کہ جب وہ آنحضرت سے حدیث نقل کرتے تو فرماتے کہ

کان ابو الدرداء اذا حدث بحدیث عن رسول اللہ صلعم قال ھذا و نحوہ او شبہہ	آنحضرت نے یہہ فرمایا اسکی مثل یا متشابہ یا ہم شکل کچھہ اور

ابن مسعود صحابی سے نقل ہے کہ جب وہ آنحضرت سے حدیث نقل کرتے

ان ابن مسعود اذا حدث عن رسول اللہ صلعم فی الایام	اونکا چہرہ خوف کی ہیبت سے متغیر

٭ مشکوۃ کے شروع مین کہا ہے کہ مین مصابیح کی احادیث کو اسطرح نقل کیا ہے جیسے کہ ائمہ محدثین بخاری مسلم وغیرہ نے اپنی کتابون مین روایت کیا ہے پھر کہا ہے کہ اگر تو میری کتاب کی حدیث اور مصابیح کی حدیث مین کچھہ اختلاف دیکھے تو یہہ طرق حدیث کے تعدد سے ہے اور اِسکو تو بہت ہی کم پاویگا (وقلیلا ما تجد)